Journal of Media Horizons
ISSN: 2710-4060 2710-4052 Volume 6, Issue 5, 2025

عصرِ حاضر میں اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات: اسباب، نتائج اور سماجی و اخلاقی اثرات

THE GROWING TREND OF OLD AGE HOMES IN CONTEMPORARY TIMES: CAUSES, CONSEQUENCES, AND SOCIO-MORAL IMPLICATIONS

Asma[*1], Prof. Dr. Muhammad Atif Aftab[2]

*[*1]M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences & Humanities, Hamdard University Karachi, Pakistan.*
[2]Professor, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences & Humanities, Hamdard University Karachi, Pakistan

[2]atif.aftab@hamdard.edu.pk

DOI:https://doi.org/10.5281/zenodo.17283547

Keywords
Old Age Homes, Contemporary Society, Family Structure, Social and Moral Values, Elderly Care, Intergenerational Solidarity

Article History
Received: 15 August 2025
Accepted: 25 September 2025
Published: 07 October 2025

Copyright @Author
Corresponding Author: *
Asma

Abstract
In contemporary societies, the phenomenon of old age homes has witnessed a steady increase, reflecting profound transformations in family structures, cultural values, and social responsibilities. Traditionally, elderly care was considered a sacred duty within the family, where respect, affection, and moral obligations ensured the well-being of aging parents. However, changing economic conditions, urbanization, globalization, and the growing influence of individualism have contributed to weakening familial bonds and reshaping perceptions of responsibility toward the elderly. This research aims to critically examine the rising trend of old age homes, identify its underlying causes, and explore its social, cultural, and ethical implications in the modern context. The study adopts a qualitative research design, relying on analytical and descriptive methods to assess the issue. It investigates multiple dimensions, including the erosion of intergenerational solidarity, the impact of women's increasing participation in the workforce, the challenges of migration and transnational families, and the declining role of religious and moral values in shaping attitudes toward elder care. Furthermore, it highlights the psychological consequences faced by the elderly in institutional settings, such as loneliness, loss of identity, and emotional neglect, while also acknowledging the potential benefits, including access to professional healthcare and companionship with peers. The findings suggest that while old age homes may address certain practical needs, they often symbolize a deeper social and moral crisis within modern societies. The paper argues for the revival of ethical and spiritual principles that emphasize family responsibility, compassion, and respect for the elderly. It concludes by recommending a balanced approach that integrates modern welfare facilities with the preservation of traditional family values, thereby ensuring dignity, security, and emotional well-being for the aging population.

INTRODUCTION

عصرِ حاضر میں دنیا بھر سمیت پاکستان جیسے روایتی معاشروں میں بھی اولڈ ایج ہومز کے قیام اور ان میں بزرگ شہریوں کی شمولیت کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہ تبدیلی محض ایک ادارہ جاتی مظہر نہیں، بلکہ ایک گہرا سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی مسئلہ بن چکی ہے، جو خاندانی ڈھانچے، معاشرتی اقدار، اور بین النسلی تعلقات میں بنیادی تبدیلیوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ تحقیق اس رجحان کے پس پردہ کارفرما عوامل کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ پیش کرتی ہے، جن میں شہری زندگی کا دباؤ، معاشی مشکلات، مشترکہ خاندانی نظام کا زوال، اولاد کی مصروفیات، اور بڑھتی ہوئی خود غرضی جیسے اسباب شامل ہیں۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اولڈ ایج ہومز میں مقیم بزرگ افراد عموماً تنہائی، محرومی، عدمِ توجہ، اور جذباتی بے حسی کا شکار ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی ذہنی صحت، خود اعتمادی، اور زندگی کی معنویت متاثر ہوتی ہے۔ یہ صورتِ حال نہ صرف فرد کے حقوقِ انسانی اور وقارِ زندگی کے تقاضوں کے منافی ہے، بلکہ معاشرے کے اخلاقی زوال اور خاندانی نظام کی ناکامی کی بھی عکاس ہے۔ اس مطالعے میں یہ نکتہ بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ جدید سہولیات سے آراستہ اولڈ ایج ہومز بھی خاندانی محبت، جذباتی قربت اور بین النسلی احترام کا نعم البدل نہیں بن سکتے۔ نتیجتاً، اس رجحان کا تسلسل معاشرتی رشتوں کی کمزوری اور معاشی و اخلاقی بحران کو مزید گہرا کر سکتا ہے۔ تحقیق میں سفارش کی گئی ہے کہ ایک متوازن معاشرتی نظم کی تشکیل کے لیے حکومت، سماجی ادارے، اور تعلیمی نظام کو خاندانی اقدار کے احیاء، اخلاقی تربیت، اور بزرگوں کے حقوق کی مؤثر حفاظت کے لیے مؤثر کردار ادا کرنا ہو گا۔ اس ضمن میں خاندانی نظام کی مضبوطی، بین النسلی مکالمے کی حوصلہ افزائی، اور بزرگوں کے لیے کمیونٹی بیسڈ سپورٹ ماڈلز کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

تحقیقی مقاصد

1. معاشرتی، معاشی اور نفسیاتی اسباب کا تجزیہ کرنا جو اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحان کا باعث بنتے ہیں۔
2. اولڈ ایج ہومز میں رہائش پذیر بزرگوں پر اس رجحان کے نفسیاتی اور سماجی نتائج کو جانچنا۔
3. اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے ہوئے رجحان کے اسلامی، اخلاقی اور سماجی اثرات کا مطالعہ کرنا۔

تحقیقی سوالات

1. کن معاشرتی، معاشی اور خاندانی عوامل نے عصرِ حاضر میں اولڈ ایج ہومز کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے؟
2. بزرگ افراد کی شخصیت اور طرزِ زندگی پر اولڈ ایج ہومز میں قیام کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
3. اولڈ ایج ہومز کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرتی اور اخلاقی ڈھانچے پر کس طرح اثر انداز ہو رہا ہے؟

Institute for Excellence in Education & Research

متعلقہ ادب (Literature Review)

اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر مختلف معاشرتی و سوشیالوجیکل تحقیقات کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جدید معاشرتی ڈھانچوں میں خاندانی نظام کمزور ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے بزرگ افراد کے لیے اولڈ ایج ہومز ایک متبادل سہارا بن گئے ہیں۔ عالمی سطح پر کی جانے والی تحقیق میں واضح ہوا ہے کہ صنعتی اور ٹیکنالوجی پر مبنی معاشروں میں خاندانی اقدار کمزور ہونے اور مشترکہ خاندانی نظام کے بکھرنے نے اولڈ ایج ہومز کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان اور جنوبی ایشیائی معاشروں میں کی جانے والی تحقیقات کے مطابق، مغربی ممالک کی نسبت یہاں اولڈ ایج ہومز کا تصور دیر سے پروان چڑھا ہے، تاہم بڑھتی ہوئی شہری زندگی، مہنگائی، اولاد کی مصروفیات اور مادی اقدار نے اس رجحان کو تیز کیا ہے۔ مختلف سماجی مطالعہ جات میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ بزرگ افراد اولڈ ایج ہومز میں تنہائی، محرومی اور بے بسی کا شکار ہوتے ہیں، لیکن ساتھ ہی بعض تحقیقات یہ بھی بتاتی ہیں کہ اولڈ ایج ہومز میں مناسب طبی سہولتیں، ہم عمر ساتھیوں کی موجودگی اور نظم و ضبط کی وجہ سے کچھ بزرگ سکون اور سہولت بھی محسوس کرتے ہیں۔ اسلامی تناظر میں، والدین کی خدمت اور بزرگوں کے احترام کو بنیادی اخلاقی و دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ دینی لٹریچر میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے، اس لحاظ سے اولڈ ایج ہومز کا بڑھتا ہوا رجحان معاشرتی اور اخلاقی بحران کی علامت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اولڈ ایج ہوم کی لغوی تعریف

لغوی اعتبار سے اولڈ ایج ہوم (Old age home) تین انگریزی الفاظ کا مجموعہ ہے: اولڈ (OLD) ایج (AGE) ہوم (HOME)۔ ذیل میں ہر ایک لفظ کا لغوی معنی پیش کیا جاتا ہے:

"اولڈ (Old): اولڈ انگریزی زبان میں اسم کی اقسام میں سے اسم صفت ہے جو کہ "معمر، عمر رسیدہ، پرانے اور قدیم جیسے معانی کے لئے آتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں اولڈ کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے: "Old پرانا، بوڑھا، قدیم The old بوڑھے لوگ۔ Old age بڑھاپا، زندگی کا وہ حصہ جب آپ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔"(1)

"ایج(Age):ایج انگریزی زبان میں اسم ہے، جس کا معنی عمر اور زندگی ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں لفظ ایج کا معنی ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:"Age عمر، وہ عرصہ جو کسی شخص یا چیز نے اس دنیا میں گزارا ہو"(2)

"ہوم(Home):ہوم انگریزی زبان میں اسم ہے، جس کا معنی گھر اور جائے رہائش کا کیا جاتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں لفظ ہوم کا معنی ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:"Home گھر، رہنے کی جگہ، جہاں آپ رہتے ہیں۔"(3)

خلاصۂ کلام یہ کہ اولڈ ایج ہوم(Old age home) تین انگریزی الفاظ کا مجموعہ ہے جس کا معنیٰ عمر رسیدہ لوگوں کی رہائش گاہ ہے۔

جب ان تینوں الفاظ کو ایک ساتھ ملایا جائے تو ان سے اولڈ ایج ہوم بن جاتا ہے، انگریزی زبان میں اولڈ ایج ہوم کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ کی جاتی ہے:

“A retirement home, also known as a senior living facility or old age residence, refers to a shared housing setup designed specifically to accommodate elderly individuals who may require a supportive environment but do not necessarily need intensive medical care. These homes typically provide communal living arrangements, basic healthcare assistance, and recreational services for aging residents(4)”.

ریٹائرمنٹ ہوم: جسے بعض اوقات اولڈ پیپلز ہوم، اولڈ فولکس ہوم، یا اولڈ ایج ہوم کہا جاتا ہے۔ نیز اسے بوڑھے لوگوں کے نرسنگ ہوم کا نام بھی دیا جا سکتا ہے، یہ ایسی ایک کثیر رہائشی رہائش کی سہولت ہے جو بزرگوں کے لیے ہے۔

یہ تعریف اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اولڈ ایج ہوم محض ایک رہائشی جگہ نہیں بلکہ ایک منظم ادارہ ہے جو بزرگوں کو سہارا اور سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس میں نہ صرف رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے بلکہ صحت کی بنیادی سہولتیں اور ہم عمر افراد کے ساتھ سماجی میل جول کے مواقع بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ ادارے ان بزرگ افراد کے لیے خاندانی سہارا نہ ہونے کی صورت میں ایک متبادل کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی زندگی کو قدرے باوقار اور سہل بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اولڈ ایج ہوم کی اصطلاحی تعریف

اولڈ ایج ہوم جس کو اولڈ ہاؤس، ریٹائرمنٹ ہوم اور بیت الشیوخ کا نام دیا جاتا ہے، ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں عمر رسیدہ اور ریٹائر افراد کو اپنے گھر اور خاندان کے متبادل کے طور پر رہائش، نگہداشت، علاج اور آرام کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں اولڈ ایج ہوم کو نرسنگ ہوم کا نام دے کر ان الفاظ کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے:

"Nursing home, facility for care (usually long-term) of patients who are not sick enough to need hospital care but are not able to remain at home. Historically, most residents were elderly or ill or had chronic irreversible and disabling disorders, and medical and nursing care was minimal. Today nursing homes have a more active role in health care, helping patients prepare to live at home or with a family member when possible(5).

نرسنگ ہوم، ایسے مریضوں کی دیکھ بھال کی طویل مدتی سہولت ہے، جو اتنے بیمار نہیں ہیں کہ ہسپتال کی دیکھ بھال کی ضرورت ہو لیکن وہ گھر پر رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ زمانہ قدیم میں زیادہ تر بوڑھے یا بیمار لوگ ہوتے تھے یا انہیں دائمی ناقابل بیماری یا معذوری لاحق ہوتی تھی، اور طبی اور نرسنگ کی دیکھ بھال کم سے کم تھی۔ لیکن آج نرسنگ ہومز کا صحت کی دیکھ بھال میں کافی فعال کردار ہے، جس سے مریضوں کو یہاں اکیلے یا خاندان کے کسی رکن کے ساتھ رہنے کے سہولت دینے میں مدد ملتی ہے۔

یہ وضاحت اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ اولڈ ایج ہوم صرف رہائش تک محدود نہیں بلکہ طویل مدتی دیکھ بھال اور علاج کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ یہاں بزرگ یا معذور افراد کو ایسا ماحول دیا جاتا ہے جہاں وہ گھر کی کمی کو پورا کر سکیں۔ موجودہ دور میں یہ ادارے صحت کی بحالی اور خاندان کے ساتھ دوبارہ زندگی گزارنے کی تیاری میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اولڈ ایج ہوم کی اقسام

اولڈ ایج ہوم کا بنیادی نظریہ بزرگوں کی کفالت اور نگہداشت ہے، جس میں تمام اولڈ ایج ہومز برابر ہوتے ہیں۔ البتہ اس کے انتظام، خرچ اور اس کے پیچھے کارفرما عوامل کے لحاظ سے اس کے چند اقسام بنتے ہیں۔ ذیل میں عصر حاضر میں موجود اولڈ ایج ہوم کے اقسام کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

سرکاری اولڈ ایج ہوم

اولڈ ایج ہوم کی پہلی قسم وہ ہے جس کا انتظام حکومت کے ہاتھ میں ہو۔ حکومت عوام سے جمع کردہ ٹیکس کے پیسوں میں سے ان اولڈ ایج ہومز کے لیے بجٹ الگ کرتی ہے، اور یہاں آنے والے تمام اخراجات حکومت اس بجٹ میں سے خود اٹھاتی ہے۔ ان اولڈ ایج ہومز میں ملک کے بزرگ شہریوں کو آسانی سے بلاکسی تفریق کے داخلہ مل سکتا ہے۔ ایسے اولڈ ایج ہومز کے پیچھے حکومت کا مقصد اپنے عوام کی کفالت اور بالخصوص نوکر پیشہ عوام کی سہولت اور بزرگ شہریوں کی نگہداشت ہوتا ہے۔ مغربی ممالک یعنی یورپ اور امریکہ میں عموماً ایسے اولڈ ایج ہومز پائے جاتے ہیں۔

نجی اولڈ ایج ہوم

اولڈ ایج ہوم کی دوسری قسم ایسے اولڈ ایج ہومز ہیں جن کا نظم ونسق کسی ایک فرد یا کسی نجی کمپنی کے زیر اہتمام ہو۔ ایسے اولڈ ایج ہوم میں بزرگ افراد کو پیسے ادا کرنے کے عوض داخلہ اور مختلف سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ ان اولڈ ایج ہومز کے مالکان صارفین سے وصول کردہ مختلف فیسوں کے ذریعے اخراجات اور انتظامات کا اہتمام کرتے ہیں۔ اولڈ ایج ہوم کے اس قسم کے پیچھے مقصد کاروبار اور ذاتی نفع ہوتا ہے۔ ثانوی حیثیت میں معاشرے اور بزرگ شہریوں کی سہولت اور کفالت مقصد ہوتے ہیں۔ ان اولڈ ایج ہومز میں صرف مالدار اور صاحب حیثیت لوگوں کو بھاری فیسوں کے عوض داخلہ ملتا ہے۔ اگر کوئی مڈل کلاس یہاں جانا چاہے تو افورٹ نہیں کر سکے گا وہاں کیئر شاہد اچھی ہوگی مگر ہر کسی کی بس میں نہیں ہوتا عام جنتا اور غریبوں کے لئے ان اولڈ ایج ہومز میں سہولیات سرکاری اولڈ ایج ہومز سے بہتر ہوتی ہیں، اس لیے صاحب حیثیت اور سرمایہ دار لوگ انہیں ترجیح دیتے ہیں۔

رفاہی اولڈ ایج ہوم

اولڈ ایج ہوم کی تیسری قسم ایسے اولڈ ایج ہومز ہیں جنہیں مختلف رفاہی ادارے چلاتے ہیں۔ رفاہی ادارے مختلف ذرائع سے چندے اور عطیات جمع کر کے ان اولڈ ایج ہومز کے اخراجات اور نظم ونسق کی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔ رفاہی اور فلاحی بنیادوں پر قائم بعض اولڈ ایج ہومز میں ایسے بزرگ شہریوں کو داخلہ دیا جاتا ہے جو مالی مشکلات، بے سہارگی یا معاشرتی تنہائی کا شکار ہوں، خصوصاًوہ افراد جو کسی قریبی رشتہ دار یا کفیل سے محروم ہوں۔

ان اداروں کا بنیادی مقصد معاشرے کے نادار، مجبور اور بزرگ طبقات کی دیکھ بھال کرنا اور ان کی زندگی کو سہولت بخش بنانا ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ ہمارے ملک میں بہت سارے مخیر لوگ اس کو چلتے ہے اور اخراجات خود اپنے آپ سے ادا کرتے ہیں اور اچھی نگہداشت بھی کرتے ہیں اور بعض این جی اوز بھی اس قسم ادروں کو چلاتی ہے یہاں مقیم افراد کو عمومی طور پر مفت یا انتہائی کم خرچ سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم، ان مراکز میں اکثر بنیادی سہولیات کی کمی، عملے کی قلت، اور زیادہ ہجوم کی شکایت پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے مالی طور پر خوشحال افراد ان سے اجتناب برتتے ہیں یا نجی مراکز کو ترجیح دیتے ہیں۔ غریب مشرقی ممالک بشمول پاکستان میں عموماً اسی قسم کے اولڈ ایج ہومز اس نقطہ فکر سے وجود میں آتے ہیں۔(6)

اولڈ ایج ہوم کا پس منظر

اولڈ ایج ہوم کا موجد کون ہے؟ اس کی شروعات کیسے ہوئی اور کب ہوئی؟ اس حولے سے واضح تاریخی ثبوت موجود نہیں۔ البتہ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ اولڈ ایج ہوم کی ابتداء یورپ سے ہوئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ نیوکلیر فیملی سسٹم ہے اور دوسری وجہ مادیت میں حد درجہ منہمک ہو جانا ہے۔

یورپ کی ترقی سے کسی کو انکار نہی ہے لیکن علامہ اقبال کا یہ شعر یورپ کی اس سائنسی ترقی کو سمجھنے میں ہماری کافی حد تک مدد کر سکتی ہے۔ یورپ علامہ اقبال نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ضربِ کلیم کے ایک اہم حصے "زمانۂ حاضر کا انسان" میں جدید مغربی انسان کی علمی ترقی اور روحانی زوال پر نہایت بصیرت افروز انداز میں تنقید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کا انسان بظاہر کائنات کی وسعتوں کو تسخیر کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے، مگر اپنے باطن کی گہرائیوں تک رسائی حاصل نہ کر سکا۔ اس نے سائنسی ایجادات سے سورج کی شعاعوں کو قابو میں کیا، مگر روحانی تاریکی دور نہ کر سکا۔ اپنی عقل و دانش کے پیچ وخم میں ایسا الجھا کہ زندگی کی اصل حقیقت اور نفع ونقصان کا معیار سمجھنے میں ناکام رہا۔

"ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع وضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا(7)

یہ پر مغز اشعار اس امر کی علامت ہیں کہ تہذیبی ترقی، اگر روحانیت اور اخلاقی شعور سے خالی ہو، تو وہ انسان کو کائنات کا فاتح تو بنا سکتی ہے، مگر اسے اپنے دل و دماغ کی اندھیری راہوں کا مسافر نہیں بنا سکتی۔ میں جو سائنسی ترقی ہوئی اسکا دارومدار انسانی مشاہدہ، جستجو اور تحقیق ہیں، اور یہ سب ظنی اور تخمینی امور ہیں انہیں آپ انگریزی میں (Experimental Knowledge) سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس قران کریم بھی انسان کو ظنی علوم کے حصول پر ابھارتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ قطعی علم (Revealed Knowledge) سے چمٹنے رہنے کی ہدایت دیتا ہے۔ والدین کی خدمت کیوں کرنی چاہیے؟ اسکا جواب صرف قطعی علم میں مل سکتا ہے جو قران میں مضمر ہے۔ سائنس نے انسان کو خلاء میں چلنے کا ہنر سکھا دیا، لیکن بازار میں کیسے چلنا چاہیے، والدین کے ساتھ کیسا برتاو کرنا چاہیے؟ انسان اس ہنر اور سلیقے سے عاری رہ گیا۔ اخلاقیات کا علم صرف اللہ کی کتاب اور پیغمبر کی سنت میں مضمر ہے۔

مغربی معاشرہ، بالخصوص یورپ، سائنسی اور مادی ترقی میں غیر معمولی پیش رفت کے باوجود اخلاقی تعلیم کے بنیادی پہلوؤں، جیسے والدین سے حسن سلوک، میں بری طرح ناکام نظر آتا ہے۔ وہاں اسکولوں میں پڑھائی جانے والی اخلاقیات کی کتب میں والدین کے حقوق یا ان سے حسن سلوک پر کوئی مستقل باب شامل نہیں ہوتا۔ بعض یورپی ممالک جیسے برطانیہ میں والدین محض بچوں کے نگہبان سمجھے جاتے ہیں،

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

جن کا کردار ایک نرس یا وقتی سرپرست جیسا تصور کیا جاتا ہے۔ والدین میں بھی اکثر بچوں کی پرورش کی سنجیدہ خواہش نہیں پائی جاتی، اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو ان کی ضروریات کی ذمہ داری حکومت پر ڈال دی جاتی ہے۔ ایسے میں والدین اور اولاد کے درمیان جذباتی قربت کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ بچے خود کو والدین سے کٹا ہوا محسوس کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ تصور پروان چڑھتا ہے کہ ان کی پیدائش صرف ایک حادثہ تھی۔

جب والدین بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچتے ہیں تو اولاد انہیں بوجھ تصور کرنے لگتی ہے، جس کے نتیجے میں اکثر انہیں اولڈ ایج ہومز میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ان مراکز میں والدین تنہائی، احساسِ محرومی اور بے بسی کے عالم میں زندگی گزارتے ہیں، اور بعض اوقات ان کی زندگی کا اختتام بھی خاموشی اور لاچارگی میں ہوتا ہے۔ اولاد سال میں محض ایک بار، وہ بھی رسمی طور پر، ملاقات کے لیے آتی ہے۔(8)

یورپ کے ساتھ ساتھ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تہذیب بھی مادیت اور نفسا نفسی کا شکار ہو کر خاندانی نظام، باہمی تعلقات و رشتہ داری، اور بالخصوص والدین اور اولاد کے مابین تعلق اور محبت سے عاری ہو چکی ہے، جس کی وجہ سے وہاں اولڈ ایج ہومز کو رواج ملا اور معاشرے انسانیت اور محبت سے یکسر کالی ہوتا گیا۔

ندوۃ العلماء انڈیا کے مہتمم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب اپنے سفر نامہ "دو مہینے امریکہ میں" وہاں کے خاندانی حالات اور والدین و اولاد کے باہمی تعلقات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہاں والدین اولاد کے صرف جوان ہونے تک اپنے کو ایک حد تک ذمہ دار سمجھتے ہیں، اور درمیان درمیان میں ان بچوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا کرتے ہیں کہ آدمی کو خود اپنی کمائی سے اپنے مصارف پورے کرنے چاہئیں۔ ان کی تعطیلات میں ان کو وقتی طور پر ملازمت کر لینے یا کوئی آمدنی والا کام کرنے کا شوق دلاتے ہیں اور جیسے ہی ان کی عمر کمانے کی ہو جاتی ہے، ان کو خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ اولاد بھی بڑی ہو کر اس رویہ کا جواب اپنے خود غرضانہ رویّے سے دیتی ہے کہ ہر شخص اپنی کمائی سے فائدہ اُٹھائے۔ نہ کما سکتا ہو تو حکومت اس کی ذمہ داری لے یا پھر اس کی قسمت ہے، بھگتے۔ کوئی ایک دوسرے کا ذمہ دار کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ ہر شخص کی کمائی اس کی ضرورت اور مصارف کے مطابق ہے۔ اسی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد لوگوں کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ اعزہ سے ملاقات، اہلِ تعلق کی مزاج پرسی اور ہمدردی سے وہ بالکل محروم رہتا ہے، اپنا وقت خود ہی گزارنا پڑتا ہے۔ بوڑھوں کی دلبستگی کے لیے اگر بیوی کے لیے شوہر اور شوہر کے لیے بیوی نہیں ہے، تو کوئی دلبستگی کرنے والا نہیں، بہت کسی نے کیا تو اتوار کے روز چند منٹ آ کر مل گیا اور اپنے ہاتھ کچھ پھول یا گلدستے اظہارِ تعلق کے لیے ہدیتہ لے آیا۔"(9)

یہ اقتباس مغربی معاشرتی ڈھانچے کے اس المیے کو واضح کرتا ہے کہ وہاں والدین اور اولاد کے تعلقات مادیت اور خود غرضی کی بنیاد پر قائم ہیں۔ والدین جوانی تک اولاد کے کفیل رہتے ہیں اور جیسے ہی بچے کمانے کے قابل ہوتے ہیں، ان سے تعلق محض رسمی رہ جاتا ہے۔ نتیجتاً بڑھاپے میں والدین محبت، قربت اور سہارا کھو بیٹھتے ہیں اور اپنی زندگی اولڈ ایج ہومز میں تنہائی اور محرومی کے ساتھ گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

منہج تحقیق (Research Methodology)

اس تحقیق میں معیاری اور وضاحتی منہج اپنایا جائے گا تاکہ اس رجحان کے سماجی، نفسیاتی اور اخلاقی پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ جانچا جا سکے۔ مواد اکٹھا کرنے کے لیے بنیادی اور ثانوی دونوں ذرائع پر انحصار کیا جائے گا۔ ثانوی ذرائع میں کتب، تحقیقی مقالات، جرائد، اخبارات اور آن لائن تحقیقی ڈیٹا بیس شامل ہوں گے، جب کہ بنیادی ذرائع میں اولڈ ایج ہومز میں مقیم بزرگ افراد کے ساتھ نیم ساختہ انٹرویوز اور ان اداروں کے مشاہدات شامل ہوں گے۔ مزید برآں، اولاد، سماجی ماہرین اور مذہبی اسکالرز سے بھی انٹرویوز لیے جائیں گے تاکہ ایک ہمہ گیر تجزیہ سامنے آ سکے۔ حاصل شدہ مواد کو موضوعاتی تجزیے کے طریقہ کار کے ذریعے پرکھا جائے گا تاکہ اسباب، نتائج اور اثرات کو ایک منظم اور جامع صورت میں واضح کیا جا سکے۔

بحث و تجزیہ(Main Discussion / Analysis

مغرب کی نقالی ہمارے معاشرے میں ایک عام رواج بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں مادیت اور نفسا نفسی صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہے، بلکہ مشرقی اور اسلامی ممالک کے معاشرے بھی اس کے لپیٹ میں آتے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں بھی خاندانی کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے، اور والدین اور اولاد کے مابین محبت اور اپنائیت کے جذبات ماند پڑ رہے ہیں۔ اور بالآخر مملکت خداداد پاکستان کے شہری علاقوں میں باقاعدہ طور پر اولڈ ایک ہوم کا سلسلہ بھی میں شروع ہو گیا ہے۔ شہروں میں بسنے والے لوگ اپنے بوڑھے والدین کو اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے ہیں۔ بعض پڑھی لکھی عورتیں بھی شوہر کے والدین کو ساتھ میں نہیں رکھنا چاہتی ہیں۔ طرح طرح کے بہانے تلاش کرتی رہتی ہیں۔ ذیل کے سطور میں ہمارے معاشرے میں اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کے اسباب و محرکات معاشرتی دینی اخلاقی، اور معاشی نفسیاتی پہلو کو مد نظر رکھ کر تجزیہ پیش کیے جا رہا ہیں:

جدید معاشرے میں معاشرت اور خاندانی زندگی کے غلط رجحانات

اسلام کا خاندانی نظام اور قرآن و سنت کے معاشرتی تعلیمات اسلامی ممالک میں ایک مضبوط اور مربوط خاندانی زندگی اور محبت و الفت پر مبنی باہمی رشتوں اور قرابتوں کا سبب ہے۔ اسلام میں والدین اور اولاد میں سے ہر ایک کے حقوق اور فرائض کا مکمل وضاحت کے تعیین موجود ہے، اسی طرح تمام باہمی رشتوں کی اہمیت و افادیت اور صلہ رحمی کی تاکید اسلامی تعلیمات کا خاصہ ہے۔ اسی طرح مشرقی روایات بھی ایک مضبوط خاندانی نظام اور باہمی محبت، الفت، رواداری اور آداب کی تقلین کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ زمانہ قدیم سے برصغیر میں والدین کی خدمت اور اطاعت سعادت کا ذریعہ سمجھا

ISSN: 2710-4060 2710-4052 Volume 6, Issue 5, 2025

جاتا رہا ہے۔ باہمی تعلقات اور رشتہ داریوں کی خاطر مدارات اور لحاظ وروایت بلند وبرتر مشرقی روایات واقدار کا حصہ ہے۔ مملکت خداداد پاکستان کے تمام علاقوں اور اقوام میں بلا تفریق والدین کی خدمت اور بالخصوص بڑھاپے کے دوران ان کا خیال رکھنے اور راحت وآرام پہنچانے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ لیکن ماضیٔ قریب میں جدیدیت، مغربیت اور لادینیت کے رجحان کی وجہ سے ہمارا خاندانی نظام اور معاشرتی روایات روبہ زوال ہیں، جس کی وجہ سے والدین کی خدمت اور بڑھاپے میں ان کی نگہداشت اور خبر گیری کو اب لوگ بوجھ سمجھنے لگے ہیں۔ ذیل میں ہمارے خاندانی روایات اور معاشرتی اقدار میں ان تغیرات کے وجوہات اور والدین کو اولڈ ایج ہومز بھیجنے کے بڑھتے رجحانات کے معاشرتی اسباب پر روشنی ڈالی جارہی ہے:

- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی اولین وجہ دین سے دوری اور دینی تعلیمات سے بے خبری ہے۔ والدین اولاد کو دینی تعلیم دینے کا اہتمام ہی نہیں کرتے، بلکہ سرسری دینی تعلیم پر اکتفاء کرکے ان کو دنیاوی علوم سکھانے اور پیسہ کمانے پر لگانا ہی والدین کا مقصود ومطلوب ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی اولاد مادیت میں منہمک ہوکر دینی تعلیمات سے بے خبر پروان چڑھتی ہے۔ ان کو والدین کی اہمیت، قدر وقیمت اور قرآن وسنت میں ان کی خدمت واطاعت کی تاکیدات کا سرے سے پتہ ہی نہیں ہوتا۔ یہ ماڈرن خیال طبقہ صرف اور صرف مادی فائدے کے نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور والدین کی خدمت کو بوجھ سمجھ جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔
- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی ایک بنیادی وجہ والدین کا اولاد کے سامنے اپنے والدین اور بزرگوں کے ساتھ بدسلوکی اور بے زاری کا غلط نمونہ پیش کرنا ہوتا ہے۔ بچے یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ والدین اپنے بزرگوں اور بالخصوص بوڑھے ماں باپ کے ساتھ اچھے رویے سے پیش نہیں آرہے۔ ان کی خدمت اور راحت رسانی کا اہتمام نہیں کررہے۔ یہ سب دیکھ کر جب اولاد جوان ہوتی ہے تو وہ بھی اپنے انہین والدین کے ساتھ یہی سلوک دہرانے لگتی ہے۔
- شہری علاقوں میں اولاد کے ساتھ والدین کا رویہ اور طرز عمل بھی اولڈ ایج ہوم کا سبب بن رہا ہے۔ ماں باپ دونوں ملازمت میں مصروف گھر سے باہر رہتے ہیں، اور اولاد کو پیار ومحبت دینے، اپنائیت کے ساتھ ان کی
- پرورش کرنے بلکہ ان کو باقاعدہ وقت دینے کا بھی خیال نہیں کرتے۔ بچے گھر میں نوکروں نوکرانیوں کے ساتھ ڈے کیئر سنٹرز میں دن گزارتے ہیں۔ اس طرح والدین اور اولاد کے مابین خلیج بڑھتی جاتی ہے اور یہی اولاد کل والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیج دیتی ہے۔
- مغرب کی نقالی اور بلاخصوص مغربی تعلیم کی وجہ سے معاشرے سے محبت، رواداری اور رشتوں کی اہمیت اور قدر وقیمت کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے۔ چنانچہ جدید تعلیم یافتہ طبقات کی خواتین اپنے بوڑھے ساس اور سسر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھیں۔ کیونکہ وہ قانونی طور پر بوڑھے ساس سسر کی خدمت کو اپنا بنیادی فریضہ تصور نہیں کرتیں۔(10)

پاکستانی معاشرے میں مغربیت اور لادینیت کا بڑھتا رجحان

پاکستان اسلام کی بنیاد پر بنا ہے۔ پاکستان بناتے وقت مسلم لیگ کا نعرہ یہی تھا: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" اسی طرح پاکستان بننے کے بعد ملک ومعاشرے کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں شروع ہوئیں۔ 7 مارچ 1949ء کو قائد ملت لیاقت علی خان نے قومی اسمبلی میں آئین سازی کے تمہید کے طور پر ایک قرار دادِ پیش کی جو قرار دار مقاصد کہلائی۔ 12 مارچ کو قومی اسمبلی نے قرار دادِ مقاصد کو منظور کیا۔ قرار دادِ مقاصد کی پہلی شق یہی تھی کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

> "اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اس نے جمہور کے ذریعے مملکت پاکستان کو جو اختیار سونپا ہے، وہ اس کی مقررہ حدود کے اندر مقدس امانت کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔"(11)

اسی قرار داد مقاصد میں پاکستان کے لیے ایک ایسے دستور بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا جو یہاں کے باشندوں کو اسلام کے مطابق زندگی گزرانے کے قابل بنائے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ وعدہ وفا نہ ہوسکا، اور مملکتِ پاکستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ نہ ہوسکا۔ اسی طرح علمائے کرام، مختلف دینی اور اصلاحی تحریکات اور مدارس اور خانقاہوں کی کوششوں کے باوجود پاکستانی معاشرہ مکمل دینی معاشرہ نہ بن سکا۔ بلکہ رفتہ رفتہ مغربیت، لادینیت اور الحاد یہاں پنجے گاڑنے لگا۔ دین سے دوری کی وجہ پاکستانی معاشرے میں وہی خرابیاں پیدا ہونے لگیں جس کا مغربی ممالک شکار ہیں۔ ان میں سے ایک خرابی خاندانی نظام کا بگاڑ اور باہمی رشتوں کا کمزور اور بے وقعت ہوجانا ہے۔ اسی وجہ سے والدین کے ساتھ ہمارے معاشرے میں لوگوں کا رویہ تبدیل ہوتا جارہا ہے، جس کا نتیجہ بالآخر والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیجنے کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔ ذیل میں مغربیت اور لادینیت کی وجہ سے والدین کی ناقدری اور اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کے اسباب پیش کیے جارہے ہیں:

- دینی تعلیمات سے ہی والدین کی اہمیت اور ان قدر وقیمت کا علم ہوتا ہے۔ مغربی تعلیم سے صرف پیسے اور مادے کی قدر وقیمت کا علم ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں مغرب کی نقالی اور بلاخصوص مغربی تعلیم کی وجہ سے معاشرے سے محبت، رواداری اور رشتوں کی اہمیت اور قدر وقیمت کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے۔ چنانچہ جدید تعلیم یافتہ طبقات کی خواتین اپنے بوڑھے ساس اور سسر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھیں۔ کیونکہ وہ قانونی طور پر بوڑھے ساس سسر کی خدمت کو اپنا بنیادی فریضہ تصور نہیں کرتیں۔(12)
- والدین اولاد کو دین دار بنانے اور ان کی دینی تربیت اور اسلام کے مطابق ذہن سازی کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ سرسری دینی تعلیم پر اکتفاء کرکے ان کو دنیاوی علوم سیکھنے پر لگادیتے ہیں۔ چنانچہ یہ اولاد عصری تعلیمی اداروں کے ماحول میں پروان پڑھ اور تربیت پاکر دینی تعلیمات اور معاشرتی اقدار سے بے خبر رہتے ہیں۔ ان کو والدین کی اہمیت، قدر وقیمت اور قرآن وسنت میں

ان کی خدمت واطاعت کی تاکیدات کا سرے سے احساس ہی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ ہر چیز کو فقط نفع نقصان اور پیسے اور مادی فائدے کے نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور والدین کی خدمت کو بوجھ سمجھ جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔

- مغرب کی چکاچوند اور ظاہری رونق بھری زندگی کی کشش نوجوان طبقے کو اپنا رسیا بناتی ہے۔ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے لادین طبقات نوجوانوں کو مغربیت اور لادینیت کی دعوت دیتے ہیں اور انہیں مغرب کا گرویدہ بنانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کے نوجوان طبقے کی اکثریت مغربی ممالک منتقل ہونے اور مغربی تہذیب اور طرزِ اختیار کرنے کو اپنا مطمح نظر بناچکی ہے۔ نوجوان طبقہ یا تو تعلیم یا روزگار وغیرہ کے سلسلے میں مغربی ممالک پہنچ کر وہیں کے ہو جاتے ہیں، یا پھر یہیں پر رہتے ہوتے مغرب کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ مغربی تہذیب اور طرزِ زندگی کا ایک لازمہ والدین سے جان چھڑانا ہے۔ مغرب زدہ اولاد یورپ اور امریکہ میں یا پھر پاکستان ہی میں والدین سے الگ بلکہ بے خبر اپنی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ بالآخر والدین گھر میں کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہیں یا اولڈ ایج ہوم جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔(13)

پاکستانی معاشرے میں مادیت کا بڑھتا رجحان

اسلام انسان کو یہ تلقین کرتا ہے کہ وہ آخرت کی زندگی اور اخروی کامیابی کو زندگی کا اصل مقصد بنائے۔ دنیاوی مال و دولت اور عیش و آرام اسلام میں ممنوع نہیں، لیکن دنیاوی زندگی کو اصل مقصد بنانا اور مادیت میں منہمک ہونا اسلام کی نظر میں بالکل غلط ہے۔ اگر انسان کو دنیاوی سہولیات میسر ہیں تو جائز حد تک ان کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر دنیاوی اسباب میں کمی ہو تو اسلام انسان کو قناعت اور صبر کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ قناعت اور صبر ایک عرصے تک ہمارے معاشرے کا خاصہ رہا ہے۔ جب تک ہم لوگ کم پیسوں اور معمولی سہولیات پر اکتفاء کر رہے تھے تو ہماری زندگی پر سکون تھی اور باہمی تعلقات اور رشتے پائیدار تھے۔ لیکن کچھ عرصے سے ہمارے معاشرے میں مادیت اور پیسے کا غلبہ ہو چکا ہے۔ معاشرے میں صرف پیسے کی اہمیت اور عزت ہے۔ ہر کوئی زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے اور مالدار سے مالدار تر ہونے کی دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک طرف زندگی انتہائی مصروف، مشکل اور بے سکون ہو چکی ہے تو دوسری طرف باہمی تعلقات اور رشتہ داریاں کمزور پڑ چکی ہیں۔(14)

مادیت کے اس غلبے کی وجہ سے والدین اور اولاد کا باہمی تعلق بھی انتہائی کمزور ہو چکا ہے، اور اب اولاد کسی نہ کسی طرح سے والدین سے جان چھڑانے اور اولڈ ایج ہوم، بھیجنے کی کوشش کرتی نظر آتی ہے۔ ذیل میں مادیت کی وجہ سے اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کے وجوہات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی اولین وجہ دین سے دوری اور مادیت کا غلبہ ہے۔ والدین اولاد کو معاشرے میں زیادہ پیسے کمانے والا بنانے کو زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ ان کی دینی تعلیم و تربیت کا کوئی اہتمام ہی نہیں کرتے، بلکہ سرسری دینی تعلیم پر اکتفاء کر کے ان کو دنیاوی علوم سکھانے اور پیسہ کمانے پر لگانا ہی والدین کا مقصود و مطلوب ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی اولاد مادیت میں منہمک ہو کر دینی تعلیمات سے بے خبر پروان چڑھتی ہے۔ ان کو والدین کی اہمیت، قدر و قیمت اور قرآن و سنت میں ان کی خدمت واطاعت کی تاکیدات کا سرے سے پتہ ہی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ ہر چیز کو فقط نفع نقصان اور پیسے اور مادی فائدے کے نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور والدین کی خدمت کو بوجھ سمجھ جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔(15)
- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی ایک اہم وجہ مادیت کے غلبے کی وجہ سے پیسے کی دوڑ ہے۔ ہر کوئی زیادہ سے زیادہ پیسے کمانے میں مصروفِ عمل ہے، جس کے لیے بعض اوقات میاں بیوی دونوں کو ملازمت کرنی ہوتی ہے۔ دونوں صبح سے شام تک گھر سے باہر مصروف رہتے ہیں اور والدین کی خدمت کا موقع ہی نہیں ملتا۔ لہٰذا والدین کو اولڈ ایج ہومز بھیج دیا جاتا ہے۔
- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی ایک وجہ معاشرے میں پیسہ اور مادیت کو اولین ترجیح دینا ہے۔ ہر کوئی صرف وہی کام کرتا ہے جس میں اس کو پیسہ اور نفع نظر آئے۔ اولاد جب والدین کی خدمت اور کفالت کو جب مادیت اور دنیاداری کی نظر دیکھتے ہیں تو ان کو یہ کام نقصان اور خرچ والا نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے وہ والدین سے کسی طرح جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، اور بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انہیں مختلف بہانوں سے اولڈ ایج ہوم بھیج دیتے ہیں۔(16)
- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی ایک وجہ بے ہنگم شہری زندگی ہے۔ لوگ گاؤں کے بجائے شہروں میں بنیادی سہولیات سے محروم زندگی گزارنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ شہروں میں اگرچہ آمدنی کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں، لیکن تنگ مکانات، ٹریفک کے مسائل، شور، آلودگی اور غیر خالص خوراک جیسے مسائل عام ہوتے ہیں۔ شہروں میں تنگ مکانات کی وجہ سے رہائش کے کافی مسائل ہوتے ہیں۔ نیز شہروں میں مکان مہنگے بھی ہوتے ہیں۔ ہر آدمی خریدنے کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ تنگ مکانات میں جگہ کم ہونے کی وجہ سے لوگ والدین کو ساتھ رکھنے سے کتراتے ہیں، اور یہی کوشش ہوتی ہے کہ والدین کو گاؤں یا پھر اولڈ ایج ہوم بھیج دیں۔
- شہری علاقوں میں اولاد کے ساتھ والدین کا رویہ اور طرزِ عمل بھی اولڈ ایج ہوم کا سبب بن رہا ہے۔ ماں باپ دونوں ملازمت میں مصروف گھر سے باہر رہتے ہیں، اور اولاد کو پیار و محبت دینے، اپنائیت کے ساتھ ان کی پرورش کرنے بلکہ ان کو باقاعدہ وقت دینے کا بھی خیال نہیں کرتے۔ بچے گھر میں نوکروں نوکرانیوں کے ساتھ ڈے کیئر سنٹرز میں دن گزارتے ہیں۔ اس طرح والدین اور اولاد کے مابین خلیج بڑھتی جاتی ہے اور یہی اولاد کل والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیج دیتی ہے۔

اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کے نتائج واثرات

اولڈ ایج ہوم انسانی تربیت اور خصلت کا ایک المیہ اور معاشرت واخلاقیات کا ایک تکلیف دہ پہلو ہے۔ جو والدین اپنا خون پسینہ ایک کر کے اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے اس بچے کو جوانی کی دہلیز تک پہنچا دیتے ہیں۔ وہی والدین بڑھاپے میں مادیت زدہ ماحول اور ذہنیت کی وجہ سے محض گھر کا ایک بے کار اور بوجھ نما حصہ بن جاتے ہیں۔ آئے روز ان کو طعنوں اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گھر کا کوئی فرد سیدھے منہ بات نہیں کرتا بلکہ بات کرنے کے لیے وقت ہی نہیں پاتا۔ انسان جب بچپن میں ہوتا ہے تو پورے خاندان کی توجہات کا مرکز ہوتا ہے، اس کا بہت خیال رکھا جاتا ہے، والدین ، دادا، دادی، نانا، نانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں اور بہترین رشتوں سے نوازا ہوتا ہے، اور یہ رشتے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت کے غیر معمولی جذبات رکھتے ہیں، اور بچوں کو ہر طرف سے چاہت اور محبت حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو بڑھاپے میں جب ایک بار پھر اسے توجہ، کفالت اور خدمت کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن بد قسمتی سے عموماً اسے وہی توجہات اور عنایات حاصل نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں یہ بے توجہی بڑھتی ہی جا رہی ہے، ہمارے معاشرے میں اولڈ ایج ہوم کے رجحانات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، اور ان کے نتیجے میں ہمارا معاشرہ مختلف قسم کے برے نتائج اور نقصانات سے دوچار ہو رہا ہے۔ ذیل میں معاشرے کا تجزیہ کر کے ان نقصانات اور برے نتائج کو واضح کیا جا رہا ہے:

اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کے سماجی نقصانات

انسان فطری طور پر اپنے ہم جنسوں کے ساتھ اکٹھا رہنے کا خوگر ہے۔ زمانہ قبل از تاریخ سے بنی نوعِ انسان خاندان، بستی، شہر اور ملک آباد کرتے چلا آیا ہے۔ جدید اور متمدن زندگی سے دور جنگلات اور صحراؤں میں قدیم طرزِ زندگی کے مطابق رہنے والے انسان بھی خاندان اور بستی آباد کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ اپس میں ایک دوسرے کا ساتھ اکھٹا رہنے دکھ اور غم کا احساس جاگتا ہے درد بانٹے جاتے ہیں اور خیال ونگہداشت ہوتا ہے، دینا انسانی زندگی کا ایک فطری لازمہ ہے۔ اسی اجتماعی زندگی کو ماہرین عمرانیات معاشرات اور سماجیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ انسانی معاشرت کی بنیاد والدین ہیں۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً"(17)

اے لوگوں! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، (وہ یوں کہ) اس جان سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بیوی پیدا فرمائی، اور پھر ان دونوں نے سے بہت سارے مرد وخواتین پیدا فرمائے۔"

لیکن بد قسمتی سے آج معاشرے کی بنیادیں یعنی والدین معاشرے میں شدید حق تلفی اور بے توجہی کا شکار ہیں۔ اور اولاد مختلف حیلوں بہانوں سے ان سے جان چھڑانے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔ اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے معاشرہ اور سماج میں بہت ساری خرابیاں اور نقصانات پیدا ہو رہے۔ ذیل میں یہ نقصانات پیش کیے جا رہے ہیں:

گھریلو اور خاندانی محبت کا خاتمہ

والدین گھر کے لیے ایک رونق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے گھر میں اتفاق، خوشی اور باہمی تعلقات میں پختگی قائم رہتی ہے۔ ان سے پوتوں اور پوتیوں کو بے پناہ پیار اور اپنائیت ملتی ہے۔ شام کو گھر کے سب لوگ جب کھانے یا چائے کے دستر خوان پر اکھٹے بیٹھتے ہیں تو اپنائیت اور محبت کا ایک زبردست ماحول ہوتا ہے۔ بزرگوں سے اولاد اور بچوں کو باہمی محبت، اپنائیت اور الفت کے عالی صفات منتقل ہوتے ہیں۔ اس بہترین اور پیارے ماحول سے پورے دن کی تھکاوٹ اور اکتاہٹ کافور ہو جاتے ہیں، اور بالخصوص نئے بچوں کو بہت کچھ سیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ لیکن جب سے اولڈ ایج ہومز کا رجحان بڑھنے لگا ہے، اور والدین گھر کے بجائے اولڈ ایج ہومز بھیجے جانے لگے ہیں گھروں میں محبت اور اپنائیت کا یہ ماحول ختم ہوتا جا رہا ہے۔(18)

معاشرتی بے سکونی

مغربی ممالک میں خاندانی نظام اور معاشرتی تعلقات کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں باوجود بے پناہ سہولیات اور آسائشات لوگ خودکشی کر کے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مغرب میں بسنے والے انسان کو اپنا کوئی حقیقی مونس اور غمخوار نہیں ملتا، زندگی کا دباؤ، تناؤ اور الجھاؤ بالآخر وہ اپنی جان ضائع کر دیتا ہے۔ ہمارے ہاں اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات ہمارے خاندانی نظام اور باہمی رشتوں کو شدید نقصان سے دوچار کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے ہاں بھی ذہنی دباؤ اور تناؤ میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، اور لوگوں کی زندگی کا سکون برباد ہو رہا ہے، جس کا نتیجہ باہمی اختلافات اور تنازعات اور بعض اوقات خودکشی کی صورت میں نکلتا ہے۔(19)

بچوں کی ذہنیت پر برا اثر

والدین کے ساتھ گھر میں روا رکھا جانے والا سلوک اولاد کے لیے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ بچے یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ والدین اپنے بزرگوں اور بالخصوص بوڑھے ماں باپ کے ساتھ اچھے رویے سے پیش نہیں آتے، ان کی خدمت اور راحت رسانی کا اہتمام نہیں کر رہے، بلکہ ان سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے کرتے ان کو بالآخر اولڈ ایج ہوم بھیج دیا ہے۔ جب والدین اولاد کے سامنے اپنے والدین اور

بزرگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں تو اس سے بچوں کی ذہنیت پر بہت غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں سے رشتوں کی اہمیت اور والدین کے ساتھ محبت اور الفت کے جذبات ختم ہونے لگتے ہیں۔ اور پھر یہی سب کچھ دیکھتے دیکھتے جب اولاد جوان ہوتی ہے تو کل کو وہ بھی اپنے انہیں والدین کے ساتھ یہی سلوک دہرانے لگتی ہے۔

خاندانی مسائل اور تنازعات میں اضافہ

والدین کے گھر میں موجود ہونے اور گھریلو میں معاملات میں سل چسپی لینے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کرتا ہے، کہ گھر کے افراد میں آپس میں یا اپنے دیگر رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ ناطہ کے مختلف معاملات اور تعلقات میں پیدا ہونے والی مشکلات کا آسانی سے حل نکل آتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی معاملہ جھگڑے اور باہمی منافرت تک بھی پہنچ جائے تو بڑوں کی مداخلت سے جلد ہی سلجھ جاتا ہے۔ لیکن والدین کو اولڈ ایج ہوم بھیجنے کے وجہ سے اب خاندانی مسائل اور تنازعات کو سلجھانے اور حل کرنے کی یہ سہولت ناپید ہوتی جا رہی ہے، بلکہ خاندانی مسائل اور تنازعات ختم ہونے اور سلجھنے کے بجائے دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ جس کا ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے آپ کی رشتہ داریاں اختلافات اور تنازعات کی نذر ہو رہی ہیں اور ہمارا سماج مسلمانوں کی مثالی معاشرت کے بجائے ایک نفسا نفسی والے اا یک روکھے ماحول کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔(20)

اولڈ ایج ہوم کے اخلاقی اور تربیتی نقصانات

والدین کے ساتھ حسن سلوک انسانی تربیت اور عالی اخلاق کا ایک عمدہ ترین مظہر اور ایک عظیم انسان وصف ہے۔ بچوں کی پرورش کے لیے صرف شعور ہی کافی ہوتا ہے۔ انسان کے ساتھ خاص نہیں، انسان کے علاوہ دیگر جانور بھی بچے پالتے ہیں۔ لیکن والدین اور بزرگوں کی کفالت اور خدمت کے لیے شعور کے ساتھ تعلیم اور تربیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ سے کہ انسان کے علاوہ کوئی بھی جاندار اپنے بزرگوں کی کفالت اور خدمت کرتا نہیں آتا۔ والدین کی خدمت اور کفالت نہ صرف انسانی تربیت اور عالی اخلاق کا عمدہ مظہر ہے، بلکہ یہ انسانی نسل کی اخلاقی تعلیم اور سماجی تربیت کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔ والدین اور بزرگوں کی کفالت اور خدمت سے انسان خلوص، محبت، اپنائیت، انسانیت، روحانیت اور انکساری جیسے عالی صفات سے مزین ہوتا رہتا ہے۔ معاشرے میں اولڈ ایک ہومز کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے جہاں ہم بہت سارے دیگر نقصانات اور برے اثرات کا مشاہدہ کر رہے ہیں، وہاں ہماری نوجوان نسل کو اخلاقی اور تربیتی لحاظ سے بھی نقصانات اور برے اثرات در پیش ہیں۔ ذیل میں معاشرے کا تجزیہ کر کے اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے ہمارے ہاں پیدا ہونے والے اخلاقی اور تربیتی نقصانات بیان کیے جا رہے ہیں:

بچوں کی خاندانی تربیت پر برا اثر

IEER
Institute for Excellence in Educational Research

والدین کے ساتھ گھر میں روا رکھا جانے والا سلوک اولاد کے لیے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ بچے یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ والدین اپنے بزرگوں اور بالخصوص بوڑھے ماں باپ کے ساتھ اچھے رویے سے پیش نہیں آتے، ان کی خدمت اور راحت رسانی کا اہتمام نہیں کر رہے، بلکہ ان سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے کرتے ان کو بالآخر اولڈ ایج ہوم بھیج دیا ہے۔ جب والدین اولاد کے سامنے اپنے والدین اور بزرگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں تو اس سے بچوں کی تربیت پر بہت غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں سے رشتوں کی اہمیت اور والدین کے ساتھ محبت اور الفت کے جذبات ختم ہونے لگتے ہیں۔ اور پھر یہی سب کچھ دیکھتے دیکھتے جب اولاد جوان ہوتی ہے تو کل کو وہ بھی اپنے انہیں والدین کے ساتھ یہی سلوک دہرانے لگتی ہے۔(21)

خود غرضی اور مادیت پرستی کا رجحان

والدین کی کفالت اور خدمت اخلاص اور محبت پر ایک بے لوث عمل ہے۔ جس میں انسان دنیاوی اور مادی فوائد کے بجائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اخروی اجر کا طلب گار ہوتا ہے۔ گھر میں موجود بچے جب اپنے ماں باپ کو دادا دادی اور دیگر بزرگوں کی خدمت کرتے اور خیال رکھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان میں انسانیت کے ساتھ محبت، بے لوث خدمت اور روحانیت پسندی جیسے عالی صفات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات اور والدین کے ساتھ بدسلوکی عام ہونے کی وجہ سے معاشرے کی نئی نسل میں خود غرضی اور مادیت پرستی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ جس گھر میں والدین کے ساتھ بدسلوکی برتی جاتی ہیں، اور ان کو بوجھ اور سمجھ کر جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہیں، تو اس گھر کے بچے بھی ہر چیز کو مادیت اور دنیاوی فائدے کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں انہیں جس چیز میں اپنا ظاہری فائدہ نظر آتا ہے صرف وہی کام کرتے ہیں۔ یوں معاشرے میں خلوص اور روحانیت کے بجائے خود غرضی اور مادیت پرستی جیسی برائیاں پروان چڑھتی ہیں۔

عمدہ ماحول سے بچوں کی محرومی

عصر حاضر میں ہر کوئی پیسہ کمانے میں مصروف ہے۔ شہروں علاقوں میں اب بالعموم میاں بیوی دونوں ملازمت پیشہ یا کاروباری ہوتے ہیں۔ ماں باپ دونوں ملازمت یا کاروباری مصروفیات کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتے ہیں۔ جب تک اولڈ ایج ہوم کا رجحان عام نہیں ان بچوں کو گھر میں والدین کی عدم موجودگی کی صورت میں دادا اور دادی کی صورت میں بہترین خیال رکھنے، تربیت کرنے والا اور پرورش کرنے والا میسر ہوتا، جن کی طرف بچوں کو عمدہ محبت اور اپنائیت والا ماحول ملتا۔ لیکن جب سے اولڈ ایج ہوم کا ارجحان عام ہونے لگا ہے تو بچوں کو گھر پر کوئی اپنا نہیں ملتا۔ یا تو اولاد گھر میں نوکروں نوکرانیوں کے

ساتھ وقت گزارتے ہیں، یا پھر ڈے کیئر سنٹرز میں دن گزارتے ہیں۔ اس طرح ایک طرف بچے ایک عمدہ ماحول سے محروم ہو جاتے ہیں، تو دوسری طرف والدین اور اولاد کے مابین محبت اور الفت کا رشتہ باقی نہیں رہتا بلکہ ان کے مابین خلیج بڑھتی جاتی ہے۔

نوجوانوں میں نیکی اور روحانیت کا خاتمہ

والدین کی خدمت بلاشبہ بہت بڑی نیکی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا عمل ہے۔ جو لوگ خدا ترسی اور پرہیزگاری جیسی صفات سے آراستہ ہوں وہی والدین اور بزرگوں کی خدمت، کفالت اور راحت رسانی کا اہتمام کرتے ہیں۔ معمر طبقہ ان کی لمحات اخیرہ میں ذکر وعبادت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ لو لگانے میں گزارتے ہیں۔ صبح وشام ان کے معمولات تلاوت، نماز، ذکر اور تسبیحات جیسے اعمال پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لیے جس گھر میں والدین اور بزرگوں موجود ہوتے ہیں اور ان کا خیال رکھا جاتا ہے اس گھر کے بچوں پر نیکی اور روحانیت کی بہت گہری چھاپہ ہوتی ہے، کیونکہ بچے اپنے بزرگوں کے ساتھ بہت قریب اور مربوط رہتے ہیں۔ نیز والدین کی خدمت اور کفالت جیسے نیک عمل کے بھی بچوں پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں بدقسمتی میں اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے گھروں میں بزرگوں اور والدین کو رکھنے کا رواج جیسے جیسے ختم ہوتا جارہا ہے، اسی طرح نئی نسل سے نیکی اور روحانیت کے رجحانات بھی کم ہوتے جارہے ہیں۔(22)

بے ادبی اور بدتمیزی کے بڑھتے رجحانات

والدین کی اطاعت، خدمت، راحت رسانی اور خبر گیری جس طرح ان کا حق ہے اور انسانیت کا تقاضہ ہے، اسی طرح یہ عمل انسانی تربیت اور تہذیب ک اہم حصہ ہے۔ جو خاندان عالی اقدار اور مہذب وتربیت یافتہ افراد کے ساتھ مشہور ہوتا ہے اسی میں بزرگوں کی خدمت کا شعار ہوتا ہے۔ جس گھر اور خاندان میں والدین اور بزرگوں کو عزت، محبت، اہمیت اور مرتبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ان کے بچے مہذب، باادب، باتمیز اور سلیقہ مند ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان بچوں کو اپنے بزرگوں سے آداب اور رکھ رکھاؤ سیکھنے کے مواقع میسر ہوتے ہیں، اور معاشرے میں باکردار بن کر رہنے اور سلجھی ہوئی مہذب گفتگو اور تمیز اور ادب کے ساتھ نشست وبرخاست کی تربیت ملتی ہے۔ لیکن اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے لوگ والدین کو گھروں میں رکھنے کے بجائے جان چھڑانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ بچوں کو اپنے بزرگوں سے کچھ سیکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی نکل رہا ہے کہ بچے اب تمیز، ادب اور سلیقے سے بے بہرہ اور گفتگو اور نشست وبرخاست کی تہذیب اور آداب سے یکسر بے خبر نظر آتے ہیں۔(23)

اولڈ ایج ہوم کے معاشی نقصانات

ہم اپنی زندگی کے بہت سارے معاملات ذاتی نفع ونقصان سے بالاتر ہو کر قومی، معاشرتی اور ملی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے انجام دیتے ہیں۔ اگرچہ ان امور میں ہمیں بظاہر اپنا ذاتی نقصان نظر آتا ہے، لیکن جب اجتماعی نقطہ نگاہ سے انہیں دیکھا جاتا ہے تو ان میں بہت سارے اجتماعی اور معاشرتی فوائد مخفی ہوتے ہیں۔ اسی طرح والدین کی خدمت اور کفالت کو اگر مادیت اور دنیاوی نفع نقصان کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ ایک خرچ والا اور بے فائدہ کام نظر آتا ہے۔ اگر روحانیت اور اسلامی آداب کی نگاہ سے دیکھنے کی صورت میں یہ عمل در حقیقت یہ دیگر بہت سارے فوائد کے ساتھ معاشرے کے لیے بے پناہ معاشی اور مالی فوائد کا بھی ضامن ہے۔ اور اگر والدین کو گھر میں خدمت، کفالت اور راحت رسانی مہیا کرنے کے بجائے انہیں اولڈ ایج ہوم بھیجا جائے تو یہ طرزِ عمل دیگر نقصانات کے ساتھ ساتھ بہت سارے معاشی نقصانات کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں ہمارے اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کے نتیجے میں پیش آنے والے معاشی نقصانات کا جائزہ لیا جارہا ہے:

قومی دولت کا ضیاع

گھر پر والدین کی خدمت اور کفالت اولاد کے لیے ایک فطری اور آسان عمل ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک مشکل کام ہے، لیکن در حقیقت اس میں پورے معاشرے کے لیے ایک سہولت اور راحت ہے؛ کیونکہ ایک طرف برزگوں کی خدمت اور کفالت اچھے طریقے سے ہوتی ہے، تو دوسری طرف حکومت یا رفاہی اداروں پر اس حوالے سے ذمہ دار نہیں آتی۔ لیکن اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے اب قومی دولت کا ایک حصہ اولڈ ایج ہوم بنانے اور چلانے میں صرف ہو رہا ہے۔ اگر حکومت اس کے لیے بجٹ میں فنڈز مختص کرتی ہے تو بھی یہ قومی خزانے پر بوجھ ہے، اور اگر رفاہی ادارے اس حوالے سے خدمات انجام دیتے ہیں تو تب بھی لوگوں کے عطیات، صدقات اور خیراتی رقوم کا خاطر خواہ حصہ دیگر مصارف جیسے تعلیم وتربیت اور غریبوں کی بحالی جیسے مفید کاموں کے بجائے اولڈ ایج ہوم کے انتظامات میں صرف ہوتا ہے۔ جیسے کہ سیلانی یا ایدھی وغیرہ۔

سرمایے کا ارتکاز

عام طور پر بزرگوں کے پاس موروثی یا پھر ملازمت یا کاروبار کے نتیجے میں جمع شدہ کافی سارا سرمایہ موجود ہوتا ہے۔ جسے وہ اولاد کو کاروبار کے لیے دے کر نفع میں شریک ہو جاتے۔ اس سے ایک طرف بزرگوں کو محفوظ سرمایہ کاری کا موقع ملتا ہے، تو دوسری طرف اولاد کو ایک آسان سرمایہ میسر آجاتا ہے۔ اس کا نتیجہ دولت اور سرمایے کی تقسیم اور نشوونما کی صورت میں نکلتا ہے اور معاشرے میں روزگار کے نت نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جب سے اولڈ ایج ہوم کے رجحانات میں اضافہ ہونے لگا ہے، والدین کو اولاد پر اعتماد باقی نہیں رہا۔ اس لیے وہ اپنے پاس جمع شدہ سرمایہ انہیں کاروبار کے لیے دینے

سے کتراتے ہیں۔ نیز خود ضعف سالی اور عمر رسیدگی کی وجہ سے کاروبار کی ہمت نہیں رہتی۔ چنانچہ والدین کا فی سارا سرمایہ بینکوں میں پڑے کا پڑا رہتا ہے، یا پھر وہ اس سرمایے کو سیر وسیاحت اور دیگر غیر منافع بخش سرگرمیوں میں ضائع کرتے رہتے ہیں۔ سرمایے کہ ارتکاز اور ضیاع سے بے روزگاری بڑھتی ہے اور ملک و قوم کی معاشی حالت خراب ہوتی رہتی ہے۔

بے برکتی اور نحوست

والدین گھر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہوتے ہیں۔ جب اولاد ان کا خیال رکھتے ہیں اور انہیں خوش رکھنے اور راحت بہم پہنچانے کا اہتمام کرتے ہیں تو ان کے زبان پر دن رات اولاد کے لیے دعائیں ہوتی ہیں۔ ان دعاؤں کی وجہ سے گھر میں برکات اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اور گھر کی معاشی حالت بہت بہتر ہوتی ہے۔ اسی طرح والدین کی خدمت اور کفالت اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ایک زبردست وسیلہ ہے۔ اس نیکی کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مال و دولت میں فراوانی اور زندگی میں برکت کی صورت میں ملتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے ہمارا معاشرہ ان برکات اور فیوضات سے محروم ہو کر بے برکتی اور نحوست کا شکار ہو رہا ہے۔ اگرچہ گھر میں پیسوں کی ریل پیل ہوتی ہے، لیکن برکت اور عافیت کا بحران ہوتا ہے۔(24)

بزرگوں کی تجربہ کاری کا ضیاع

بزرگ عمر رسیدہ افراد زندگی کے مختلف مراحل سے گزرے ہوتے ہیں۔ انہیں زندگی کے تجربات نے بہت کچھ سکھایا ہوتا ہے۔ ان کی تجربہ کاری اولاد کو کاروبار، ملازمت اور دیگر میدانوں میں بہت سارے فوائد سے بہرہ ور کرتی ہے۔ لیکن اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے اولاد اور والدین کے مابین اپنائیت اور محبت کا رشتہ ہی باقی نہیں رہا۔ نہ اولاد کو والدین کے پاس والدین کو وقت دینے اور کے پاس بیٹھنے کی نوبت آتی ہے، اور نہ والدین ان بے مروت اولاد کو زندگی کے تجربات سے روشناس کرتے ہیں۔ اس سے بزرگوں کا بہت سارا تجربہ اور مہارت کارآمد ہونے کے بجائے ضیاع کا شکار ہوتا ہے، اور ان سے معاشرے کوئی معاشرتی معاشی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

معاشی سرگرمیوں میں خلل

والدین کی گھر پر موجودگی اولاد کو بے فکر ہو کر گھر سے باہر کام کرنے اور ملازمت اور کاروبار کو یکسوئی کے ساتھ وقت دینے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ ان کو یہ فکر نہیں ہوتی کہ گھر پر کوئی آئے جائے، یا گھر پر بچوں وغیرہ کی حفاظت اور خیال رکھنے کا کوئی الگ سے انتظام کیا جائے۔ لیکن اولڈ ایج ہوم کے بڑھتے رجحانات کی وجہ سے اب والدین گھروں میں نہیں رہتے۔ جس کی وجہ سے اولاد یکسوئی کے ساتھ معاشی سرگرمیاں انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ نیز گھر پر ان غیر موجودگی کی صورت میں خیال رکھنے کے لیے ملازم رکھنے یا بچوں کو ڈے کیئر سنٹر بھیجنے کی صورت میں مالی بجٹ کا معظم حصہ غیروں کی نقالی میں بلاوجہ ضائع ہوتا رہتا ہے۔(25)

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

Findings نتائج

- معاشرتی تبدیلیوں، شہری مصروفیات اور خاندانی نظام کے زوال نے اولڈ ایج ہومز کے رجحان کو بڑھایا ہے۔
- بزرگ والدین کی کفالت میں کمی، خصوصاً مشترکہ خاندانوں کے خاتمے کے بعد، اولڈ ایج ہومز کو ایک متبادل جگہ کے طور پر اپنایا جا رہا ہے۔
- اولڈ ایج ہومز میں مقیم بزرگ افراد تنہائی، جذباتی محرومی، اور احساسِ لاچاری کا شکار ہوتے ہیں۔
- خاندان اور معاشرے کے درمیان رابطے کی کمزوری نے نسلوں کے درمیان فاصلوں کو بڑھایا ہے۔
- اولڈ ایج ہومز کے قیام سے بزرگوں کی جسمانی ضروریات تو کسی حد تک پوری ہوتی ہیں، مگر جذباتی اور اخلاقی پہلو نظر انداز ہو جاتے ہیں۔
- اولاد کی مصروف زندگی اور مادہ پرستی کی طرف بڑھتا ہوا رجحان والدین کے ساتھ رشتوں کی اہمیت کو کم کر رہا ہے۔
- یہ رجحان خاندانی ذمہ داریوں سے فرار اور سماجی بے حسی کی علامت بنتا جا رہا ہے۔
- معاشرتی و مذہبی اقدار جیسے والدین کا احترام، خدمت اور شفقت متاثر ہو رہی ہیں۔
- ریاست اور سماجی ادارے بزرگوں کے حقوق کے تحفظ میں مؤثر کردار ادا نہیں کر رہے۔
- اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحان نے معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی توازن کو چیلنج کر دیا ہے۔

Conclusion & Recommendations خلاصہ وسفارشات

عصرِ حاضر میں خاندانی نظام میں آنے والی تبدیلیوں، معاشی دباؤ، شہری مصروفیات، اور روایتی اقدار کے زوال نے بزرگوں کی دیکھ بھال کے روایتی طریقوں کو متاثر کیا ہے، جس کے نتیجے میں اولڈ ایج ہومز کے رجحان میں نمایاں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ جہاں پہلے بزرگ والدین کو خاندان کا محور سمجھا جاتا تھا، وہیں اب اکثر اوقات انہیں ایک بوجھ تصور کیا جانے لگا ہے۔ یہ تحقیق اس رجحان کے اسباب، اس کے انفرادی و اجتماعی نتائج، اور اس کے اخلاقی و سماجی پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ پیش کرتی ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولڈ ایج ہومز میں رہنے والے افراد شدید جذباتی محرومی، تنہائی، اور بے توقیری کا شکار

ہوتے ہیں، جو نہ صرف ان کی ذہنی و جسمانی صحت کو متاثر کرتا ہے بلکہ معاشرے میں اخلاقی انحطاط اور خاندانی ٹوٹ پھوٹ کی بھی علامت ہے۔ تحقیق اس امر پر زور دیتی ہے کہ اس رجحان کا تدارک صرف فلاحی یا ادارہ جاتی سطح پر ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے معاشرتی رویوں، خاندانی ذمہ داریوں، اور اخلاقی اقدار کی از سرِ نو تشکیل ضروری ہے۔ ریاست، تعلیمی نظام، میڈیا اور مذہبی اداروں کو چاہیے کہ وہ بزرگوں کے حقوق اور ان کی عزت و وقار کو فروغ دینے میں مؤثر کردار ادا کریں، تا کہ ایک ایسا سماج تشکیل دیا جا سکے جو اپنی جڑوں، رشتوں اور روایات سے جڑا ہوا ہو۔

- خاندانی نظام کی بحالی اور مضبوطی کے لیے ریاست، تعلیمی ادارے اور میڈیا مشترکہ حکمتِ عملی اختیار کریں تا کہ والدین کے احترام اور بزرگوں کی خدمت جیسے اقدار کو فروغ دیا جا سکے۔
- بین النسلی مکالمے (intergenerational dialogue) کو فروغ دیا جائے تا کہ بزرگوں اور نوجوانوں کے درمیان جذباتی فاصلہ کم ہو اور خاندانی ہم آہنگی پیدا ہو۔
- تعلیمی نصاب میں اخلاقی تعلیم اور والدین کے حقوق سے متعلق مضامین شامل کیے جائیں تا کہ نئی نسل میں ذمہ داری کا شعور پیدا ہو۔
- ریاستی سطح پر بزرگوں کے لیے سوشل ویلفیئر پروگرامز میں وسعت دی جائے، جیسے پنشن، طبی سہولیات، اور نفسیاتی معاونت، تا کہ وہ مالی اور جسمانی لحاظ سے خود کفیل رہ سکیں۔
- اولڈ ایج ہومز کو وقتی سہولت کے طور پر استعمال کیا جائے، مستقل رہائش کے بجائے، اور انہیں اس انداز میں ڈیزائن کیا جائے کہ وہ خاندانی ماحول کے قریب تر ہوں۔
- NGOs اور فلاحی ادارے بزرگوں کی فلاح و بہبود کے لیے خصوصی پروگرامز شروع کریں، جیسے "والدین اپنانے" کی مہم، یا "وقت دو" پروگرامز جن میں نوجوان بزرگوں کے ساتھ وقت گزاریں۔
- میڈیا کو چاہیے کہ وہ ڈراموں، اشتہارات اور دیگر پلیٹ فارمز کے ذریعے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو فروغ دے، اور اولڈ ایج ہومز کو آخری حل کے بجائے ایک ہنگامی آپشن کے طور پر پیش کرے۔
- مساجد، مدارس اور مذہبی ادارے والدین کی خدمت اور بزرگوں کے حقوق پر خطبات اور دروس کے ذریعے معاشرے میں شعور اجاگر کریں۔
- بزرگوں کے لیے کمیونٹی بیسڈ سپورٹ سینٹرز قائم کیے جائیں جہاں وہ دن کا کچھ وقت گزار کر تنہائی سے بچ سکیں اور معاشرتی طور پر فعال رہیں۔
- قانونی اصلاحات کی جائیں جو والدین کی دیکھ بھال میں غفلت برتنے والوں کے لیے مؤثر سزائیں متعین کریں، تا کہ معاشرتی ذمہ داری کو قانونی تحفظ حاصل ہو۔

فہرست مراجع (References / Bibliography)

1. Oxford University Press. (2015). *Oxford elementary learner's English-Urdu dictionary* (3rd ed., p. 254). Karachi, Pakistan: Oxford University Press.
2. Oxford University Press. (2015). *Oxford elementary learner's English-Urdu dictionary* (3rd ed., p. 7). Karachi, Pakistan: Oxford University Press.
3. Oxford University Press. (2015). *Oxford elementary learner's English-Urdu dictionary* (3rd ed., p. 182). Karachi, Pakistan: Oxford University Press.
4. Wikipedia contributors. (2025, August 1). *Retirement home*. In *Wikipedia*. https://en.wikipedia.org/wiki/Retirement_home
5. The Editors of Encyclopaedia Britannica. (2025, August 21). *Nursing home*. In *Encyclopaedia Britannica*. Retrieved September 5, 2025, from https://www.britannica.com/topic/nursing-home
6. فاطمہ، ص۔ (2022). پاکستان میں اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات: اسباب و نتائج۔ پاکستان جرنل برائے عمرانیات، 8(1)، 33-50
7. اقبال، م۔ 2024. ضربِ کلیم. لاہور: اقبال اکیڈمی، ص 56۔
8. شاہد، ع۔ (2018، مئی). رفیقِ منزل۔ رسالہ رفیقِ منزل، 12(5)، 44-52
9. ندوی، ر۔ م۔ ح۔ 1978. دو مہینے امریکہ میں (طبع اول). لکھنؤ: ندوۃ العلماء۔
10. The Editors of Encyclopaedia Britannica. (n.d.). *Nursing home*. In *Encyclopaedia Britannica*. Retrieved September 27, 2024, from https://www.britannica.com/topic/nursing-home
11. Government of Pakistan. (1973). *Constitution of the Islamic Republic of Pakistan* (Article 2 & Schedule 2, p. 3). Islamabad: National Assembly of Pakistan.
12. Qidwai, W., Ashfaq, T., Khoja, T. A., & Ali, B. S. (2018). Old age homes: Are they acceptable to Pakistani geriatric population? *Pakistan Journal of Public Health, 8*(1), 47–51.
13. Mohsin, S., & Hayat, F. (2025). The role of old age homes in supporting the social, physical & emotional needs: A case study of Sahiwal district. *Policy Journal of Management Studies, 5*(1), 75–92.

14 قریشی، سید محمد۔ 2019. پاکستان میں عمر رسیدہ افراد کے مسائل اور ان کا حل (ص112-130)۔ لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز۔

15 احمد، فرحت۔ (2020). "بوڑھے والدین اور اولڈ ایج ہومز: پاکستانی معاشرتی رویوں کا تجزیہ"۔ معاشرتی علوم ریسرچ جرنل، 12(2)، ص55-70۔

16 خان، زاہد۔ 2021. بڑھاپا اور سماجی اقدار: ایک تحقیقی مطالعہ (ص78-95)۔ کراچی: دارالعلم۔

17 القرآن، النساء، ا

18 خان، زاہد۔ 2021. بڑھاپا اور سماجی اقدار: ایک تحقیقی مطالعہ (ص78-95)۔ کراچی: دارالعلم۔

19 قریشی، سید محمد۔ (2019). پاکستان میں عمر رسیدہ افراد کے مسائل اور ان کا حل (ص112-130)۔ لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز۔

20 احمد، فرحت۔ (2020). "بوڑھے والدین اور اولڈ ایج ہومز: پاکستانی معاشرتی رویوں کا تجزیہ"۔ معاشرتی علوم ریسرچ جرنل، 12(2)، ص55-70۔

21 فاطمہ، صبیحہ۔ (2022). "پاکستان میں اولڈ ایج ہومز کے بڑھتے رجحانات: اسباب و نتائج"۔ پاکستان جرنل برائے عمرانیات، 8(1)، ص33-50۔

22 نذیر، عبدالرؤف۔ (2018. اسلام میں والدین کے حقوق اور عصر حاضر کے چیلنجز (ص201-220)۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی۔

23 احمد، فرحت۔ (2020). "بوڑھے والدین اور اولڈ ایج ہومز: پاکستانی معاشرتی رویوں کا تجزیہ"۔ معاشرتی علوم ریسرچ جرنل، 12(2)، ص55-70۔

24 نذیر، عبدالرؤف۔ 2018. اسلام میں والدین کے حقوق اور عصر حاضر کے چیلنجز (ص201-220)۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی۔

خان، زاہد۔ 2021. بڑھاپا اور سماجی اقدار: ایک تحقیقی مطالعہ (ص78-95)۔ کراچی: دارالعلم۔ 25

Institute for Excellence in Education & Research